از عدالتِ اعظمیٰ

ریاست راجستھان اور وغیرہ۔

بنام

ٹھاکر پرتاپ سنگھ۔

تاریخ فیصلہ: 18 اگست 1960،

(ایس۔ کے۔ داس، ایم۔ ہدایت اللہ، کے۔ سی۔ داس گپتا، جے۔ سی۔ شاہ اور این۔ راجگو پالا آیانگر، جسٹسز۔)

ذات پات اور مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک-حکومت کا نوٹیفکیشن جس میں ہریجنوں اور مسلمانوں کو اضافی پولیس لاگت کی ادائیگی سے مستثنی قرار دیا گیا ہے- ہندوستان کا آئین، آرٹیکل 15(1)-پولیس ایکٹ، 1861(1861 دفعہ .15

جاری کردہ نوٹیفکیشن کے پیراگراف 4 کے مطابق دفعہ 15 پولیس ایکٹ کے تحت راجستھان حکومت نے کچھ دیہاتوں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں کو اس میں تعینات اضافی پولیس فورس کی لاگت کی ادائیگی سے مستثنی قرار دیا۔اس نوٹیفکیشن کو ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 15(1) میں موجود ضمانت کے آئین کے خلاف ہونے کے طور پر چیلنج کیا گیا تھا۔

قرار دیا گیا کہ چونکہ نوٹیفکیشن کے پیراگراف 4 میں دیگر برادریوں کے قانون کی پاسداری کرنے والے اراکین کے ساتھ اور ذات پات اور مذہب کی بنیاد پر مسلمانوں اور ہریجنوں کے حق میں امتیازی سلوک کیا گیا تھا، اس لیے اسے آئین کے آرٹیکل 15(1) کی شق سے براہ راست متاثر کیا گیا اور اس طرح اسے کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

شہری اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1956 کی سول اپیل نمبر 231

جے پور میں راجستھان ہائی کورٹ (جے پور بنچ) کے 11 ستمبر 1953 کے فیصلے اور حکم سے 1952 کی تحریری درخواست نمبر 141 میں اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ایم ایس کے شاستری اور ٹی ایم سین۔

جواب دہندہ پیش نہیں ہوا۔

18 اگست 1960۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راجگو پالا آیانگر جسٹس: یہ اپیل ریاست راجستھان کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ایک

پیراگراف کی آئینی جواز پر غور کرنے کے لیے اٹھاتی ہے۔دفعہ 15 پولیس ایکٹ 1861 (1861 کا پنجم)، جس کے تحت دیہاتوں کے "ہریجن" اور "مسلم" باشندوں، جن میں ایک اضافی پولیس فورس تعینات تھی، کو اس فورس کی لاگت کے کسی بھی حصے کو برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔

یہ کہا جاتا ہے کہ بعض دیہاتوں کے باشندے ریاست راجستھان کے جھنجھنو ضلع میں ڈاکوؤں اور چوری شدہ جائیداد کے وصول کنندگان کو پناہ دی جاتی تھی، اور اس کے علاوہ زمینداروں اور کرایہ داروں کے درمیان پریشانی پیدا کر رہے تھے جس کے نتیجے میں علاقے میں سنگین فسادات ہوئے جس کے دوران کچھ افراد اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔اس لیے ریاستی حکومت نے اس کے دفعہ 15 پولیس ایکٹ کے تحت حرکت میں آئی۔ یہ دفعہ فراہم کرتا ہے:

"شورش زدہ یا خطرناک اضلاع میں اضافی پولیس کا قیام

(1) یہ ریاستی حکومت کے لیے جائز ہوگا۔سرکاری گزٹ میں نوٹیفائی کیے جانے کے اعلان کے ذریعے، اور اس طرح کے دوسرے طریقے سے جو ریاستی حکومت ہدایت کرے، یہ اعلان کرنے کے لیے کہ اس کے اختیار کے تحت کوئی بھی علاقہ پریشان یا خطرناک حالت میں پایا گیا ہے، یا یہ کہ ایسے علاقے کی، یا ان کے کسی طبقے یا حصے کی، باشندگان کے طرز عمل کی وجہ سے، پولیس کی تعداد میں اضافہ کرنا مناسب ہے۔

(2) اس کے بعد انسپکٹر جنرل آف پولیس، یا ریاستی حکومت کی منظوری سے اس سلسلے میں ریاستی حکومت کی طرف سے مجاز دوسرے افسر کے لیے یہ جائز ہوگا کہ وہ اس طرح کے اعلانیہ میں مذکور علاقوں میں عام مقررہ تکمیل کے علاوہ کسی بھی پولیس فورس کو تعینات کرے۔

(3) دفعہ (5) کی دفعات کے تابع، اس طرح کی اضافی پولیس فورس کی لاگت اعلانیہ میں بیان کردہ ایسے علاقے کے باشندے برداشت کریں گے۔

(4) ضلع کا مجسٹریٹ، اس طرح کی تفتیش کے بعد جو وہ ضروری سمجھے، اس طرح کی لاگت کو ان باشندوں میں تقسیم کرے گا جو، جیسا کہ مذکورہ بالا ہے، اسے برداشت کرنے کے ذمہ دار ہیں اور جنہیں اگلے آنے والے ذیلی سیکشن کے تحت مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔اس طرح کی تقسیم ایسے باشندوں کے ایسے علاقے میں متعلقہ ذرائع کے مجسٹریٹ کے فیصلے کے مطابق کی جائے گی۔

(5) ریاستی حکومت کے لیے یہ جائز ہوگا کہ وہ کسی بھی شخص یا طبقے یا ایسے باشندوں کے حصے کو اس طرح کے کسی بھی حصے کو برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ کرے۔

لاگت۔"

ذیلی دفعہ (6) کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ متعلقہ نہیں ہے۔

جس نوٹیفکیشن کے ذریعے ان دفعات کو لاگو کیا گیا تھا اور جو ان کارروائیوں میں زیر تنازعہ کیا گیا ہے وہ ان شرائط میں تھا:-

"جب کہ راجپر مکھ مطمئن ہے کہ یہاں منسلک شیڈول میں دکھایا گیا علاقہ پریشان اور خطرناک حالت میں پایا گیا ہے۔

اب، اس لیے، پولیس ایکٹ (1861 کا V) کی دفعہ 15 (1) کے تحت اس کے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، راجپر مکھ یہ اعلان کرتے ہوئے خوش ہے کہ مذکورہ شیڈول میں شامل 24 دیہاتوں کو اس نوٹیفکیشن کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے لیے پریشان علاقہ سمجھا جائے گا۔ دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ 2 کے تحت، راجپر مکھ انسپکٹر جنرل آف پولیس کو مذکورہ علاقے کے باشندوں کی قیمت پر کسی بھی پولیس فورس کو ملازمت دینے کا اختیار دیتا ہے۔

مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ 5 کے تحت راجپر مکھ ان دیہاتوں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں کو اضافی پولیس فورس کی تعیناتی کی وجہ سے لاگت کے کسی بھی حصے کو برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔"

اس کے بعد 24 گاؤں کے نام بتائے گئے۔ مدعا علیہ ٹھاکر پرتاپ سنگھ، جو ان 24 دیہاتوں میں سے ایک بارگاؤں کا رہائشی ہے، نے ایکٹ کے تحت رٹ یا ہدایت کے معاملے کے لیے راجستھان کی ہائی کورٹ کا رخ کیا۔ آئین کی دفعہ 226 کے جواز کو مجروح کرتی ہے۔ 15 پولیس ایکٹ اور خاص طور پر ذیلی دفعہ 5 اس کا اور نوٹیفکیشن اور مناسب ریلیف کے لیے استدعا کیا جا رہا ہے۔ ہائی کورٹ نے ان کی نااہلی کے حوالے سے زور دیے گئے وسیع تر تنازعات کو خارج کر دیا۔ دفعہ 15 عام طور پر پولیس ایکٹ کے ساتھ ساتھ ریاستی حکومت کو "ایسے باشندوں کے کسی بھی شخص یا طبقے یا طبقات" کو اضافی پولیس فورس کی لاگت برداشت کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ کرنے کا حکم دینے کے اختیارات بھی دیے گئے ہیں۔ لیکن فاضل ججوں نے مؤقف اختیار کیا کہ نوٹیفکیشن کا پیراگراف 4 جس میں " گاؤں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں" کو محصول سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، ذات یا مذہب وغیرہ کی بنیاد پر امتیازی سلوک کے خلاف آئین کے آرٹیکل 15 (1) کی ضمانت سے امتیازی ہے جس میں لکھا گیا ہے:

"ریاست کسی بھی شہری کے ساتھ صرف مذہب، نسل، ذات، جنس، جائے پیدائش یا ان میں سے کسی

کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کرے گی۔" اور اسے غیر آئینی قرار دیا۔

ریاست راجستھان جس نے اس حکم سے ناراضگی محسوس کی، اس نے آرٹیکل 132 (1) کے تحت سرٹیفکیٹ کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست دی تاکہ وہ اس عدالت میں اپیل دائر کر سکے اور یہ منظور ہو جانے کے بعد، اپیل اب ہمارے سامنے ہے۔

ریاست کے فاضل وکیل نے یہ ظاہر کرنے کی سخت کوشش کی کہ دیہاتوں کے ہریجن اور مسلم باشندوں کی چھوٹ، متنازعہ نوٹیفکیشن میں، "صرف" ذات پات یا (مذہب) یا آرٹیکل 15 (1) میں طے شدہ دیگر معیارات کی بنیاد پر نہیں تھی، بلکہ اس بنیاد پر کہ ان دونوں برادریوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو ریاست نے اس طرز عمل کا مجرم نہیں پایا تھا جس کی وجہ سے اضافی پولیس فورس کو تعینات کرنا ضروری تھا۔ یہ وہی دلیل تھی جسے ہائی کورٹ سے خطاب کیا گیا تھا اور اسے فاضل ججوں نے مسترد کر دیا تھا جنہوں نے مشاہدہ کی:-"اب یہ ایک بہت ہی عجیب دلیل ہے کہ صرف ایک مخصوص برادری یا ذات کے افراد قانون کی پابندی کرنے والے شہری تھے، جبکہ دیگر برادریوں کے افراد نہیں تھے۔ پریشان کن عناصر کسی بھی کمیونٹی یا مذہب کے اراکین میں اتنے ہی پائے جا سکتے ہیں جتنے کہ اس کمیونٹی یا مذہب کے اراکین میں سمجھدار عناصر ہو سکتے ہیں۔

"یہاں فاضل ججوں کی طرف سے ظاہر کردہ نظریہ، ہماری رائے میں، درست ہے۔ یہاں تک کہ اگر کمیونٹیز کے زیادہ تر اراکین کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہو یا یہاں تک کہ وہ سب قانون کی پاسداری کرنے والے تھے، تو ریاست کی جانب سے یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ ان 24 دیہاتوں میں کوئی پر امن اور قانون کی پاسداری کرنے والے افراد نہیں ہیں جن کا تعلق دوسری برادریوں سے ہے جن پر تعزیری محصول عائد کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ ہائی کورٹ میں دائر درخواست کے پیراگراف 5(f) میں مدعا علیہ نے کہا تھا:-

"یہ کہ مذکورہ نوٹیفکیشن ہندوستان کے آئین کے دائرہ اختیار سے باہر ہے کیونکہ یہ گاؤں کے شہریوں کے درمیان مذہب، نسل یا ذات کی بنیاد پر امتیازی سلوک کرتا ہے، جتنا کہ یہ محمد ﷺ کو مذہب ماننے والے افراد اور دوسروں کے درمیان فرق کرتا ہے اور ان افراد کے درمیان بھی جو ذات پات کے لحاظ سے مسلمان اور ہریجن ہیں اور باقی۔ اس لیے یہ ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 15 کی دفعات کی خلاف ورزی ہے۔"

ریاست کی طرف سے اس کا جواب ان شرائط میں تھا:

"ان دیہاتوں کے ہریجن اور مسلمان باشندوں کو اضافی فورس کی لاگت کے کسی بھی حصے کو برداشت

کرنے کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے نہ کہ ان کے مذہب، نسل یا ذات کی وجہ سے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ امن پسند اور قانون کی پاسداری کرنے والے شہری پائے گئے تھے، 24 دیہاتوں میں اضافی فورس تعینات کی گئی ہے۔" یہ دیکھا جائے گا کہ یہ ریاست کا معاملہ نہیں ہے، یہاں تک کہ ہائی کورٹ کے سامنے درخواست کے مرحلے پر بھی کہ دوسری برادریوں سے تعلق رکھنے والے کوئی بھی شخص امن پسند اور قانون کی پاسداری کرنے والے نہیں تھے، اگرچہ یہ بہت اچھی طرح سے ہوسکتا ہے، کہ ریاست کے مطابق، ان دیگر برادریوں کی ایک بڑی اکثریت دوسری طرف مائل تھی۔ اگر ایسا ہے تو اس کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ نوٹیفکیشن نے قانون کے خلاف امتیازی سلوک کیا ہے۔ صرف "ذات یا مذہب" کی بنیاد پر دوسری برادریوں کے اراکین اور مسلم اور ہریجن برادریوں کے حق میں (یہ فرض کرتے ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک "امن پسند اور قانون کی پابندی کرنے والا" تھا)۔ اگر کوئی اور بنیاد تھی تو انہیں نوٹیفکیشن میں بیان کیا جانا چاہیے تھا۔ یہ واضح ہے کہ نوٹیفکیشن شرائط کے بالکل برعکس ہے۔ آرٹیکل 15(1) اور نوٹیفکیشن کے پیراگراف 4 میں ایک مخصوص آئینی ممانعت کی خلاف ورزی کے طور پر مذمت کی گئی ہے۔ ہماری رائے میں، ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے نوٹیفکیشن کے اس پیراگراف کو ختم کرنے میں واضح طور پر درست تھے۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور مسترد کر دی جاتی ہے۔ چونکہ مدعا علیہ پیش نہیں ہوا ہے اس لیے اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔